دینِ حسن

از حسن رضا خان صاحب

[redacted]

سید شبیر علی نوری رضا بکڈپو ۱۱۶ کنگھر بریلی

الحمد للہ یہ کتاب جلیل اسلام کی دلکش حقانیت پر روشن دلیل
جسمیں خود ہنود و نصاریٰ کی تحریرات سے ثبوت دیا ہے کہ
اسلام کی نورانی حقانیت نے مخالفان اسلام سے بھی اپنی مدح
کا کلمہ پڑھوالیا ہے

دینِ حسن

تصنیف لطیف
خادم دین و ملت محب حق و سنت مولنا مولوی
حسن رضا خاں حسنؔ قادری برکاتی بوالحسینی
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جس کو
سید شبیر علی نوری مالک رضا بکڈپو،
۱۱۶ کشگھر بریلی شریف سے چھپواکر شائع کیا

قیمت 21/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلے علی رسولہ الکریم

زلاف حمد و نعت اولیٰ ست برخاک ادب خفتن
بسجودی بتواں کردن درودی بتواں گفتن

خدائے پاک نے انسان کو اشرف المخلوقات و بہترین کائنات خلق کیا اور جوہر عقل سے معزز و ممتاز فرمایا کہ وہ اپنی دینی اور دنیوی ضرورتوں میں اس پاک جوہر سے کام لے یہ وہ کسوٹی ہے جو کھوٹے اور کھرے میں تمیز بتاتی اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دکھاتی ہے. یہ وہ دولت ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتی ہے یہ وہ آفتاب ہے جسکی روشنی دن رات یکساں رہتی ہے نہ وہ آفتاب جو صبح کو مشرقی کناروں سے نمودار ہو کر شام کو مغربی گوشوں میں جا چھپے اور اپنی تابش کے خریداروں کو چار پہر انتظار کرنے کے لیے شب دیجور کی بھیانک تیرگی میں چھوڑ دے سفر میں حضر میں رفتار و گفتار میں دشت و گلزار میں روز روشن و شب تار میں کوچہ و بازار میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تکلیف و آرام میں غرض ہر بات ہر کام میں انسان کو اس کی طرف احتیاج ہے

جو جتنا خوش نصیب ہے اسی قدر اس کا محتاج ہے جب ہم اس چمکیلے جوہر یعنی عقل کی دوربین نگاہوں کو اپنی ضرورتوں کے وسیع بازاروں میں آزادی کے ساتھ سیر کرنے کی اجازت دیکر دیکھتے ہیں کہ یہ مبصر گراں بہا متاعوں بیش قیمت چیزوں سے کس شے کی عزت کرتا اور کسے وقعت کی نظر سے دیکھتا ہے تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر دین کو ہم نے دنیا کے سر صدقے نہیں کیا ہے اور دنیا طلبی کی بدنما زنگ سے ہمارے آئینہ کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی خالی بچ رہا ہے تو اسمیں اسی معشوق دلربا محبوب مہ لقا کی چمکتی اور دلکش تجلیوں کا عکس پڑتا ہے جسے زمانہ (مذہب) کے مقدس لفظ سے یاد کرتا ہے اور فی الحقیقت دنیا کی وسیع آبادی میں اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو یہی ایک چیز ہے جو تمام نعمتوں سب دولتوں سے زیادہ وقعت کرنے کے قابل ہو جب ہم اپنی ہر ضرورت میں عقل کی مدد کے حاجتمند ہیں اور اپنے ہر کام میں اسے صرف کرتے ہیں تو ہم کو ضرورت ہے کہ ہم سب سے اہم کام سب سے بڑی ضرورت یعنی مذہب میں بھی اس سے امداد کے خواستگار ہوں کہ جبتک راہبر سے رسم وراہ نہ ہوگی منزل جسکی تلاش میں ہم کور کورانہ چل کھڑے ہوے ہیں بہت دور جا پڑیگی بلکہ کبھی نہ ملے گی لکیر کے فقیر جو باوجود عقل و علم مذہب میں غور نہیں کرتے اور مذہب گویا ان کے مورث کی پیدا کردہ جائداد ہے جسے وہ اس کی زندگی میں برتا کیے اور مرنے کے بعد ترکہ میں پائی بالکل اس راہ گیر کے قدم بقدم ہیں جس نے راہنما کا دامن چھوڑ کر نا سمجھی سے منزل تک پہنچنا چاہا ہے مذہب ہر اس شخص کا

اسی کے ساتھ ہے کوئی کسی کے ساتھ قبر میں جاتا ہے نہ صندوق میں بند ہو کر گھڑا دفن ہوتا ہے بجھ گئی آگ میں جلنے والے کے ساتھ کون جل گیا لہرائی ہوئی موجوں میں بہنے والے کے ہمراہ کون بہہ گیا اپنی کرنی اپنی بھرنی، مرنے کے بعد زندہ ہونا ضرور ہے جسے بہ تبدیلی صورت قریب قریب سب مذہب والے تسلیم کر چکے ہیں اور خود مذہب کی مقدس ہستی اس مسئلہ کو بہت سنجیدگی کے ساتھ صاف صاف بیان کر رہی ہے کہ دنیا کی ضرورتوں میں کوئی مسلمان کوئی مسیحی کوئی ہندو اپنے مذہب کی وجہ سے لائق اور ہوشیار نہیں مانا گیا اگر انسان کو پیدا ہو کر زندگی کے بعد ابدی موت سے ملاقی ہونا ہوتا تو پابندی مذہب ضرور ایک فضول چیز مانی جاتی اس کے برخلاف ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قوم میں مذہب کی بڑی پکار ہے مدرسے مقرر ہوتے ہیں کالج کھولے جاتے ہیں۔ ہزاروں روپے صرف کرتے ہیں محنت اٹھائی جاتی مشقت برداشت کی جاتی ہے کہ مذہب رواج پائے مذہب ترقی پائے مذہب کا فدائی مذہب کا شیدائی مذہب کو جس پیار سے دیکھتا ہے کسی چیز کو نہیں دیکھتا تو ضرور ہے کہ مذہب سب سے زیادہ عمدہ چیز ہے اور اس کے پابند کو اس کی خوبیوں سے دوسری زندگی میں کامیابی کے ساتھ بھرپور نفع اٹھانے کا پورا یقین۔ جب تو آزادی کو چھوڑ کر پابندی کی کشاکش میں رہنا پسند کرتا ہے مذہب کے عزیز رکھنے والے مذہب کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے بلکہ مذہب پر جان قربان کر دینے کو بہت بڑی کامیابی سمجھتے ہیں تاریخی دنیا میں ایسی ایسی بے شمار نظیریں موجود ہیں اور اب بھی جن کو

اس کے رتبہ کی کچھ خبر ہے اور اس کے ساتھ قدرے لگاؤ ہے وہ جان اسی طرح دیدیتے ہیں گویا ان کی جان اسی دن کے واسطے تھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب انسان کی جان پر بنتی ہے مال خرچ کر ڈالتا ہے آبرو پر بات آتی ہے تو جان و مال اس کے صدقے میں دے دیتا ہے مگر جب پیارے مذہب پر وار ہوتا ہے تو جان و مال عزت و آبرو سب کو سپر بنا لیتا ہے ان حالتوں پر خیال کرنے سے بھی دوسری زندگی کا بہت زور کے ساتھ یقین ہوتا ہے جب مذہب ایسی کارآمد اور ضروری چیز ہے جس کی خوبیوں کا بڑا حصہ دوسری زندگی میں ہم کو نفع پہنچانے کے لیے اٹھا رکھا گیا ہو تو ہم کو واجب ہے کہ اپنے مقدور بھر اس میں غور کرنے کی کوشش کریں اور جانچ پڑتال میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں کہ مذہبی بازار سے اس طریقہ کی خریداری کریں جسمیں ناموزوں پیچیدگیاں یا کھوٹے پن کی آمیزش نہ ہو افسوس مٹی کے برتن کا خریدار اسے الٹ پلٹ کر دیکھے ٹھونک بجا کر لے اور ہم مذہب جیسی ضروری چیز کو بے سوچے سمجھے اختیار کر بیٹھیں اگر یہ پرلے درجے کی نادانی اور انتہا درجے کی حماقت نہیں تو کیا ہے آج دنیا میں بہت سے مذہب ہیں اور سب کے اصول میں باہمی اختلاف مگر ہر مذہب والا اسی کو حق اور درست سمجھے ہوئے ہے جس سے اسے دلچسپی حاصل ہے ؎

کس نگوید کہ دوغ من ترش ست

مگر خوب سمجھ لینا چاہیے کہ عقل سلیم اسے ہرگز گوارہ نہ کریگی کہ زیادہ تو زیادہ دو مختلف الاصول مذہب بھی حق ہوں، لہذا ضروری ہے

کہ ایک ہی مذہب حق ہو اور اس کی مخالفت کرنے والے مذاہب باطل
اب طرفداری اور ہٹ دھرمی کے خیال سے بچکر غصّے اور عداوت
کو بالائے طاق رکھ کر آزادانہ روش سے اگر نظر کیجئے تو ایسا مذہب
جس نے پاکیزگی کی گود میں نشو ونما حاصل کی ہو، تہذیب کے دودھ
سے پرورش پائی ہو، جس نے نفسانی خواہشات لہو ولعب خرافات
سے باز رکھا ہو جس نے عبادت پر طہارت کو مقدم مانا ہو جس کے
پیرو کا پہلا قدم پاکی کے دلکشا راستے میں پڑے جس کے متبع کا پچھلا
دَم خدا کی یاد میں اکھڑے اسلام ہی دکھائی دے گا۔ جس
خوش نصیب کے دلمیں اس کے دل چھین لینی والی ادائیں گھر کر گئیں
اس سے پوچھنا چاہیئے کہ تو نے ایسا کیا مزہ پایا جو زن و فرزند یار و دیار
چھوڑ بیٹھا ایسا کیا لطف اٹھایا کہ دنیوی سب سے منھ موڑ بیٹھا
لیسے ایسے واقعات سے تاریخی دنیا کا ایک بڑا حصہ آباد ہے اور اب بھی
رات دن یہ دلچسپ معاملات نگاہوں کے سامنے آتے رہتے ہیں اسی
مذہب میں نہ خوبصورت پتلی کمر والی فانی عورتوں کا لالچ دیا جاتا ہے
نہ ناپاک شراب پیش کی جاتی ہے نہ مشاہرہ مقرر ہوتا ہے بلکہ یہاں
تو پکار پکار کر کہہ دیتے ہیں کہ آزادی چھوڑ کر پابندی اختیار کرنی ہو
دنیوی آسائش سے منھ موڑ کر تکلیف اٹھانی ہو تو ہماری طرف قدم
اٹھانا چھوٹے دوستوں کو دشمن اجنبی یگانوں کو بیگانہ بنانا ہو تو ہماری
جانب آنا اگر ابتدائے اسلام کی حالتوں کو مشاہدہ کیا جائے گا تو
میرے بیان کی تصدیق و تائید بہت اچھی طرح سے ہو جائے گی اور
ایک ایسا عبرت ناک منظر نظر آئے گا جس کا دردناک نظارہ ہمدردی

کی آنکھوں کو بے خون رلائے نہ چھوڑے گا کفار نے حضرت **بلال** کی مقدس گردن پر رسی باندھ کر لڑکوں کے حوالے کیا ہے وہ انھیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹے پھرتے ہیں۔ پھندا یہاں تک سخت ہو گیا ہے کہ گردن میں زخم پڑ گیا ہے **ایک** کو لوہے کی زرہ پہنا کر گرم دھوپ میں بٹھایا گیا ہے۔ دوسرے کو گرم ریت پر لٹا کر جلتا جلتا پتھر سینہ پر رکھ دیا گیا ہے حضرت **یاسر** مع اپنی زوجہ کے اسی وجہ سے شہید کئے جا رہے ہیں کہ اسلام لے آئے جناب **عمار** اسی سبب سے آگ میں ڈالے گئے ہیں کہ مسلمان ہو گئے **نمازیوں** پر نجاست پھینک رہی ہے، راستہ چلتے گالیوں کی بوچھار اور پتھروں کی بھرمار ہے غرض غربا اسلام ہیں اور یہ اندوہناک تکلیفیں اور ناقابل برداشت مصیبتیں ہیں

زور اغیار وازدیوار سنگ یار می آید بلائے دردمنداں از در و دیوار می آید

انصاف پسند طبیعتیں اور حق جو نگاہیں اگر ان حالات کو دیکھیں اور خیال کریں تو اسلام کی حقانیت روز روشن کی طرح انھیں نظر آ جائے گی کہ اگر ان مقدس حضرات نے اسلام کا حق ہونا آنکھوں سے ملاحظہ نہ فرمالیا تو زن و فرزند سے منھ موڑنا وطن جیسی محبوب چیز چھوڑنی تکلیفیں جھیلنی مصیبتیں بھرنی عیش و آرام سے درگزرنا سخت سخت بلائیں خوشی سے اختیار کرنا یہاں تک کہ جانیں دے دینا کیونکر گوارا کیا اگر کسی دوسرے مذہب کی ابتدائے اشاعت میں ایسی جانگزا اذیتیں یہ حوصلہ افزا زحمتیں (جو بشتہ نمونہ بیان کی گئی ہیں) سد راہ ہوتیں اور اس کے مقلدوں کے استقلال مذہبی کا لفافہ نہ کھل جاتا اور

ایسی پرجوش روک ٹوک کر ایسی ترقی پاتا تو ہم سمجھتے کہ فدایانِ بطلان
ہم استقلالے دارند، ایسی نظیر اگر کوئی مذہب اپنی تاریخی قانون میں
رکھتا ہو تو پیش کرے

اسلام کی اشاعت اور اس پر جوشیلی مخالفت

اس مقدس دین کی بنیاد ملک عرب میں ڈالی گئی جس کے باشندے
بالعموم تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش کرتے اور اس ناجائز عبادت کے
ساتھ کامل دلچسپی رکھتے انکی جنگجو طبیعتیں وحشی عادتیں فساد انگیز حالات
مفسدانہ خیالات ذرا سی بات پر کٹ مرنا برسوں قتال کرنا اپنی بات بالا
رکھنا کسی پر ظاہر نہیں ایسی حالتوں میں ملک بھر بلکہ تمام دنیا کے خیال
کے خلاف یہ حق مذہب ظاہر فرمایا گیا ان کے دین باطل کا ابطال ڈنکے
کی چوٹ کیا گیا ان کے خداؤں کی جماعت کو حقارت سے دیکھنا اور
توہین کے کلمات سے یاد کرنا زہریلی بِرّوں کے چھتے کو چھیڑ دینا تھا۔ اس
مخالفت نے ملک میں آگ لگا کر طبائع میں پرجوش اشتعال پیدا کر دیا
ہر شخص نے مسلمانوں کی ایذا رسانی بلکہ قتل پر کمر باندھ لی یہ جوشیلی
مخالفت رات دن آناً فاناً ترقی پکڑتی گئی اور بے تمیزی کی کالی گھٹا
شدت سے گرمایا کی مگر اسکی سعی بے سود اور اس کی کوشش بے اثر رہی
اور اسلامی پودا (جسے عداوت کی آندھیاں جڑ سے اکھاڑنا چاہتی اور
عناد کے تبر ٹکڑے ٹکڑے کرکے خاک میں ملا دینے کی خواہش رکھتے
تھے) دن دونا رات سوایا سرسبز و شاداب ہوتا رہا اور اس کی بڑھنے
والی ڈالیاں سایہ دار پتیاں حیرت زا ترقی کے ساتھ نمو پاتی رہیں یہانتک

کہ آج کروڑوں مسلمان کثرہم اللہ تعالےٰ اس کے سایہ میں بیٹھے دنیا میں جنتی ہواؤں کے مزے لے رہے ہیں ایک کی وارو دلو ہوتے ہیں اور دو چون کے بھی برے گبھلاتے ہیں یہ کیا تھا کہ ایک ملک بلکہ ایک جہان سے ایک کا ہاتھ نہ رک سکا، لاکھوں کی کروروں تدبیروں سے ایک جان کا کچھ نہ بگڑا۔ اس کے سوا کچھ خیال میں نہیں آسکتا کہ جس ہاتھ سے حق جاری ہوتا ہے حق برسر یاری ہوتا ہے جو جان حق کی مدد کرتی ہے حق اسکی مدد فرماتا ہے اس کے دشمن حق کے دشمن اس سے جھگڑنے والے حق سے لڑنے والے ہوتے ہیں، پھر خدا سے لڑائی کھانے کب بنے اسلام کی بنیاد اگر کسی سلطنت کے ہاتھوں سے رکھی جاتی تو سمجھ میں آسکتا تھا کہ بزور حکومت اس مقصد میں کامیابی حاصل کی گئی برخلاف اس کے ایک ایسے گھر میں اس چراغ کو روشن کیا گیا ہے جسمیں مہینہ مہینہ بر آگ نہ جلتی کئی کئی دن چند چھوہاروں پر گزرتی، کبھی تین تین دن وہ بھی نہ ملتے کپڑوں میں سترہ سترہ پیوند سلتے اب ذی رائے حضرات نگاہ انصاف سے دیکھیں اور تحقیق طلب دل سے خیال کریں کہ ایک شخص جو نہ کسی سے ایک حرف پڑھے نہ تربیت یافتہ لوگوں کی صحبت پائے نہ کوئی ظاہر میں اس کا مربی ہو بلکہ بچپن ہی میں یتیم ہو جائے نہ دنیا کی حکومت اس کے ہاتھ آئے جس قوم میں پیدا ہوا اسی میں بڑھے، نگاہ کے سامنے رہے فقر و فاقہ میں گزران کرے کوئی اس کا ساتھ نہ دے۔ مذہب جیسے معاملہ میں دفعتہً ایسے زور کے ساتھ دعوے کرے کہ یہ قانون جو میرے برکت والے ہاتھوں میں ہے سچا قانون

خدا کا کلام ہے اور میں اس کا نبی مرسل فصحائے عرب جن کی فصاحت نے ملک میں اپنے سکے بٹھار کھے ہوں اور جنھوں نے فخریہ طور پر اپنے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر جہاں زمانۂ جاہلیت میں بھی ملک ملک کے آدمیوں کا ہر سال مجمع ہوتا تھا اس غرض سے آویزاں کئے ہوں کہ ہے کوئی جو ان کا جواب لکھے وہ اس مقدس قانون کے ایک جملہ پر قبل قبول مذہب عجز وندامت کے ساتھ اپنے قصائد اتار لیں۔ دولت مند جتھے والے (جو مخالف کے قتل کو بائیں ہاتھ کا کھیل جانیں خودسری اور آزادی کی وجہ سے قصاص سے بیخوف رہیں) کمینیاں کر کے کوشش کریں کہ اس قانون کے رواج کا کامل انسداد ہو جائے اور اس کا مقدس منشا نافذ نہ ہونے پائے۔ پھر ثروت والوں کی ہر تدبیر بیکار ہو اور اسی کے قانون کا رواج واعتبار ہو اس مجموعی حالت پر بے تعصبانہ غور کرنے سے کیا منصف طبعیتیں اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وَ اشہد ان محمدٌ رسول اللّٰہ نہ کہہ اٹھیں گی

اسلام کی کتاب

اسلام کی بنیاد قرآن پر رکھی گئی ہے اور قرآن کا کلام الٰہی ہونا خود قرآن سے ثابت کہ فرماتا ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ اس کی سی ایک سورت تو لے آؤ۔ اہل عرب کہ اس زمانہ میں فصاحت پر مرتے تھے انتہا کی کوشش کرتے تھے اس کلام کو سنکر حیرت زا سکوت میں آگئے ہزاروں فصیح ایمان لے آئے کہ ممکن ہی نہیں کہ یہ کلام

غیر خدا کا کلام ہو پھر قرآن مجید اتنی بڑی کتاب ہونے پر مسلمانوں بلکہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو جو لپنے سن شعور کو بھی نہیں پہنچتے ہیں نہ عربی انکی مادری زبان ہے اس شان سے یاد ہو جاتا ہے کہ حرکت سکون اوقاف جائز مطلق آیت آداب قرارت وغیرہ وغیرہ بے مطلب سمجھے ان کی زبان کی نوک پر ہوتے ہیں اگر یہ کلام کلام الٰہی نہ ہوتا تو ان نا سمجھ بچوں کے ننھے ننھے دلوں اور کچے کچے کمزور حافظوں میں اتنی قدرت کہاں کہ اتنی بڑی کتاب اس طرح حفظ کرلیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بچے کہانیاں بہت جی لگا کر سنتے ہیں اور ایک ایک کہانی کئی کئی بار ان کے کان تک پہنچتی ہے مگر ان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ چھوٹی سی کہانی باوجود اپنی زبان ہونے اور دلچسپی کے اسی طرح دوہرا سکیں۔ مخالفین کے یہاں ایسی ایک نظیر بھی دنیا بھر میں تلاش کیجئے نہ ملے گی اور ہمارے یہاں ہر شہر میں سیکڑوں حافظ موجود ہیں

اسلام کی عبادت

ہر مذہب میں عبادت کو ایک اعلیٰ رکن خیال کیا جاتا ہے اب مسلمانوں کی عبادت کا دلکش سماں انصاف کی آنکھوں سے ملاحظہ ہو تو پاکیزگی اور سنجیدگی کا عالم نگاہ کے سامنے ہو جائے گا اس کا پہلا رکن پاکی یعنی وضو ہے اسکی ابتدا اللّٰہ اکبر یعنی اللہ کی بڑائی سے ہے اور انتہا السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ یعنی سلامتی اور خدا کی رحمت پر ہم اس مہذب مذہب کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں کرسکتے جس نے

ہم کو آٹھویں دن گرجا میں سیٹیاں بجانے تالیاں پھٹکارنے غیر عورتوں کے ساتھ گانے اور غل مچانے سے روکا اور شوالے میں گھنٹے بجانے ناقوس پھونکنے پہاڑوں کے بچوں انسانی صنعتوں یعنی بتوں کو خدا سمجھنے بھوگ لگانے سے منع کیا ہمارے مذہب نے ہم کو ایک خدا کے سامنے سر جھکانے کی ہدایت فرمائی جس مذہب میں عابدوں سے معبود زیادہ ہوں یا جنہیں تین زاویوں والے مثلث کی پرستش ہو جس کا ایک زاویہ مذہبی طور پر خارج ہو کر مثلث کو ناقص دنیا تمام چھوڑ جائے انکی جو حالت ہے انصاف پسند حق جو طبیعت پر بخوبی روشن ہے۔

اسلام کی تہذیب

پادری اور برہمن جو اپنے اپنے مذہب کے پیشوا تسلیم جاتے ہیں باوجود مالدار ہونے کے مذہبی طور پر بالعموم شدت سے طامع اور لالچی ہوتے ہیں کہ ان کے مقلدوں کی آمدنی کا ایک معقول انکی بھینٹ چڑھ جاتا ہے جیتے جی تو جیتے جی مرنے پر بھی غریبوں کا پیچھا نہیں چھوٹتا تو جانا جی چلی جاتی ہے ہر خوشی ہر غمی میں بے ان کے شریک کئے کام نہیں چلتا گویا مذہبی پیشوائی ماکی مفت دکانوں کی مشین اور یہ ممتاز عہدہ بالجبر بھیک حاصل کرنیکا ایک پاس ہے کہ جیو یا مرو، یاروں کا ٹکا ادھر دھرو اسلام اپنے علما کو با وصف افلاس طامع ہونے سے منع کرتا ہے نہ ان کے مقلد مذہبی طریقے سے مجبور کئے گئے ہیں کہ بے انکی شرکت کے یا بغیر کچھ نذر پکڑے کوئی کام انجام نہ پائے بلکہ اسلام نے طمع اور لالچ کے دروازے بہت زور سے بند کر دیئے

ہیں اور حب دنیا کو ذلت کے ساتھ پس پشت ڈال دیا ہے اور فرما دیا ہے کہ دنیا مومن کے حق میں جیلخانہ ہے ملعونہ ہے مُردار ہے اس کے آرزو مند اس کے طلبگار مُردار خوار کہے ہیں یہاں سے ہر عقلمند خیال کرسکتا ہے کہ جو مذہب اپنے مقلدوں کے پیشواؤں کو لالچی اور طماع بننے کی ہدایت کرے اور انکی آنکھوں پر لالچ کی سنگین پٹی باندھکر بٹھاوے (جس کے سبب سے وہ راہ دکھانا تو بڑی چیز ہے بے دوسرے کے سہارے ہدایت کی راہ میں خود دو قدم چلنے کے قابل نہ رہے اور ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند " کے مصداق بن بیٹھے) حق ہونے کی قابلیت رکھتا ہے یا جس مذہب میں ایسے شیوے یہ وتیرے ذلت کی نظر سے دیکھے جائیں قابل نفرین وملامت ٹھہریں وہ سچائی کی جان اور راستی کی کان ہو سکتا ہے ہمارے مہذب مذہب نے ہم کو بے غیرتی اور بے حیائی سے بھی باز رکھا، نہ مسلمان کھڑے ہو کر دھار لگائیں نہ مذہبی کتاب کے اوراق سے چوتڑ نہ عورتوں کو کھلی سواریوں میں بٹھا کر باغوں بلکہ بازاروں کی سیر کریں نہ انکی عورتیں بھری محفل میں غیر مردوں سے نتھنی ہو کر ناچیں نہ عمدہ پوشاکوں بیش قیمت زیوروں سے آراستہ ہو کر اپنی خوشی کی تقریبوں میں بے پردہ گاتی بجاتی آزادانہ طور پر نکلکر راستہ گیروں کو سڑی سڑی گالیاں سنائیں دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ مذہبی احکام ہیں جو عبادت سمجھکر بے مزاحمت احدے و مداخلت دیگرے بیدھڑک ادا کئے جاتے ہیں یا مذہب تو روکتا ہے مگر مذہبی پیشوا سونٹھ کی ناس لیے بیٹھے ہیں اگر مذہب ہی نے اجازت دی ہے تو ایسے مہذب اور حیادار مذہب کا کیا کہنا اور اگر پیشواؤں نے

نظارہ بازی کی طمع یا اس سے بھی بڑھکر کسی دوسرے شرمناک لالچ سے سکوت اختیار کرلیا ہے تو ہم اسی قدر کہنا کافی سمجھیں گے کہ مذہبی احکام کی اشاعت مذہبی پیشواؤں سے ہوتی ہے جب ان کا یہ حال ہے تو ہدایت کہاں کی، پیر و بیچارے مارے پڑے پیر خود درماندہ شفاعت کس کی کریں

اسلام کی حقانیت پر ایک روشن اور مضبوط دلیل

قرآن مجید و فرقان حمید میں ہمارا خدا اپنے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کردیا اب دیکھنے والے تو یہاں تمام رفعت ذکر کے علوجاہ کو دیکھیں تمام ملاء اعلیٰ میں انھیں کا ذکر ہے عالم بالا میں انھیں کی فکر ہے حوروں کی انجمن میں انھیں کی یاد ہے ملائکہ کی محفل اسی یاد سے آباد ہے معظم اماکن مقدس مقامات میں ان کے اوصاف کی دھوم ہے، کل کائنات سب مخلوقات کو انکی وجاہت معلوم ہے یہ امر کچھ بھی تعجب خیز نہیں کہ مسلمان ان کے ثنا خواں ہیں، یہ بات ذرا بھی حیرت انگیز نہیں کہ ملائکہ انکی صفت میں تر زبان ہیں، سدرہ کی شاخوں پر بسنے والے انکی تعریف کیا ہے چاہیں طوبیٰ کی ڈالیوں پر بیٹھنے والے ان کا دم بھرا ہی چاہیں، گلشن والے اگر ان کی یاد میں چہچہائے یا جنگل والوں نے ان کے گیت گائے تو اس کا کچھ بھی اچنبھا نہیں کہ یہ مقدس ذکر انکی جان ہے اور یہ مبارک فکر ان کی

روح رواں تعجب کا مقام اور حیرت انگیز جگہ تو یہ ہے کہ ورفعنا لک ذکرک کے زبردست اثر نے یہاں تک ترقی کی کہ مخالفین سے بھی ان کہی کہلوا چھوڑی جھوٹ بولنے والی زبانوں اور بد اندیش دلوں سے اپنی مدح کے بول بلوا لیے اے میرے سچے خدا کے سچے رسول اے سچے رسول کے ظاہر کئے ہوئے سچے اسلام ع بول بالا رہے عالم میں ہمیشہ تیرا

قاعدے کی بات ہے کہ زمانے میں ہر درجہ کا آدمی مذہب تو مذہب اپنی ہر چیز کو اچھا سمجھتا اور اس کی تعریف کرتا ہے۔ مگر حقیقت میں چیز وہ اچھی ہے جسے دشمن بھی اچھا کہیں ع

والفضل ما شہدت بہ الاعداء میں بڑے دھوم دھامی دعوے سے ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ دنیا بھر کے مذہبوں میں یہ دولت صرف میرے پیارے مذہب اسلام ہی کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے اس کی آفتاب سے زیادہ روشن حقانیت نے دوسرے مذاہب کی طرح اپنے میاں مٹھو بننا پسند نہ کرکے اپنے بدگویوں سے اپنی مدح و ثنا کہلوالی پھر وہ بھی کھلے کھلے الفاظ میں ایسی تفصیل کے ساتھ کہ باید و شاید اسلام کی تعریفیں اسکی عبادات اس کے معاملات اس کے پیشواؤں اس کے پیروؤں وغیرہ وغیرہ کی مدح سرائیاں، غرض اللہ تعالےٰ کی قدرت نظر آئی اور حقانیت اسلام کی زبردست شوکت اپنی دلکش تجلیاں دکھاتی ہے میں اپنے باوقعت اور بالکل سچے دعوے کے واسطے مشتے نمونہ از خروارے چند گواہ پیش کرتا ہوں اگر اس

قسم کے شواہد جمع کرنے میں تھوڑی سی کوشش کی جائے تو یقیناً ایک دفتر عظیم تیار ہو وباللہ التوفیق وھو خیر رفیق

انتخاب لکچر پادری ایزک ٹیلر مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور

ص۱ جو شخص مذہب اسلام قبول کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لیے اسی[1] مذہب کا ہو رہتا ہے اور اسکی گرفت بڑی مستحکم ہوتی ہے۔ عیسائی مذہب کی گرفت ایسی نہیں ہے (چند سطر بعد) عیسائی مذہب کا نمبر حد سے چڑھا اور بہت ہی بڑھا ہوا ہے لیکن اسلام نے دنیا کے مہذب بنانے میں عیسائی مذہب سے زیادہ کام کیا۔ مؤلف اس کے بعد پادری صاحب اسلام کی وجہ سے جو اوصاف مسلمان ہو جانے والوں میں پیدا ہو جاتے ہیں بیان کرتے ہیں ان میں سے دو وصف نقل کئے جاتے ہیں جو نہایت قابل لحاظ اور ایک سچے انصاف کے ساتھ دیکھنے کے قابل ہیں۔

ص۱۸ بے حجابی کے ساتھ ناچنے کودنے اور علانیہ زن و مرد کے ہم صحبت ہونے کی عادتیں چھوٹ جاتی ہیں عورات کی عفت کا ایک وصف خاص کے طور پر خیال رکھتے ہیں (چند سطر بعد) ہم نے لکھوکھا اور کروڑہا روپیہ اور بے شمار جانیں افریقہ میں تلف کرادیں اور اس کے معاوضہ میں بہت کم ایسی باتیں ہونگی جن کو ہم پیش کرسکیں تو عیسائیوں کا شمار ہزاروں میں کیا جاسکتا ہے اور نو مسلموں کا حساب لاکھوں کے ذریعہ سے لگ سکے گا۔ یہ بڑے

[1] حاشیہ صفحہ پر دیکھیے ۱۲

بیڈھب واقعات ہیں جن کا جواب دینا بہت مشکل ہے اور ان سے تجاہل کرنا سخت جہالت ہے۔

ص ۱۹۔ اسلام میں عملی طور پر اخوت کا برتاؤ ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ہر صحبت میں یکساں سمجھے جاتے ہیں یہ اسلام میں ایک ایسی چاشنی ہے جس کو دیکھ کر منہ میں پانی چھوٹنے لگتا ہے۔

ص ۱لے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض باتوں میں مسلمانوں کا اخلاق ہمارے اخلاق سے بڑھا ہوا ہے خدا کی مرضی پر شاکر رہنا پرہیزگاری، خیرات، راستی باہمی اخوت ان سب باتوں میں اہل اسلام اک ایسی نظیر قائم کرتے ہیں جس کی اگر ہم تقلید کریں تو ہمارے لیئے بہتر ہو، اسلام نے شراب خوری قماربازی اور زناکاری ان تینوں برائیوں کو جنہوں نے عیسائی ملکوں کو کل ذلیل وخوار کر رکھا ہے یک قلم موقوف کر دیا۔

انتخاب لکچر ڈاکٹر جی ڈبلیو لائیٹنر مطبوعہ رحمانی پریس لاہور

(یہ لکچر انگلش مین اخبار مورخہ ۲۶ جولائی ۷۹ء میں چھپا)

سلہ (ص ۱۶ کا حاشیہ) یہ وہی بات ہے جو ہرقل عالم بادشاہ نصاریٰ نے حضرت ابوسفیان سے کہ اس وقت مشرف باسلام نہ ہوئے تھے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالات دریافت کرکے کہی تھی کہ تم کہتے ہو کوئی ان کے دین میں جاکر نہیں پھرتا ایمان کا یہی حال ہے جب وہ دلمیں گھر کر لیتا ہے۔ ۱۲ مؤلف

مدنے میں عیسوی موسوی مذاہب کا ذکر کرکے لکھا
یہ دونوں مذہب دین اسلام کے زینے ہیں اور جس مذہب کی تعلیم
حضرت نے کی وہ اسکی بلندی کی کامل انتہا ہے ہم بھی اسی تلاش
میں سرگرداں رہنے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ احکام الٰہی کی پوری تعمیل
کریں خدا کو اپنے روزانہ کاروبار میں ہر وقت حاضر و ناظر سمجھیں
تاکہ ہم کو وہ امن حاصل رہے جو فہم و ادراک سے برتر ہے اور
قضائے الٰہی کے تابع رہیں لیکن مسلمانوں میں یہ عقیدہ بڑھتے بڑھتے
ان کی مذہبی عمارت کا وہ پتھر بن گیا جو ٹھوکر کھلانے والے کو نے
پر سکلا رہتا ہے (چند سطر کے بعد) اپنے عیسوی اور موسوی مذاہب
کی پوری واقفیت سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

لہ یعنی جو قدیم سے ان مذہبوں پر ہو جب فطر الفاف سے
غور کرے کہ موسوی و عیسوی دین کی اصلی سچائی (جو بعد کی آمیزشوں
سے پاک و منزہ ہے) کیا چاہتی ہے تو صاف جان لے کہ جو
جان تمنا و خواہش ہے اسلام میں حاصل ہے اسلام ہی سچا
دین کامل ہے لاجرم اسے قبول کرے اور اگر کوئی دہریہ دہریت
یا مشرک شرک سے بیزار ہو کر کسی ذریعہ سے یہودی یا نصرانی بنے
اور ابھی تلاش حق اسے باقی ہو تو انھیں زینوں سے اسلام تک
رسائی ہو جیسا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے واقع ہوا ۱۲
لہ یہ پتھر ایک معمولی ہوتا ہے کہ بہت افراط اور ارزانی سے پایا جائے اسی طرح
مسلمانوں میں یہ عقیدہ ہے جس کی تمنا اور مذہب کے عقلا کرتے ہیں اور
نہیں ملتا ۱۲۔ مؤلف

نے اپنے مذہب کی بنیاد صرف دوسرے مذہبوں کی نقل کرتے یا ان کے عمدہ مسائل چن لینے ہی پر نہیں قائم کی بلکہ اگر خداوند کریم کے پاس سے الہام آنا برحق ہے تو آپ کا مذہب الہامی بھی ضرور تھا میں نہایت ادب سے اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں کہ اگر نفس کشی کاروبار میں راستبازی اپنی تبلیغ پر یکا بھروسہ زمانے کی قباحتوں میں حیرت انگیز عبور ان کے دفع کرنے کے واسطے اچھے ذریعے حاصل کرنا اور ان کا عمدہ طور پر کام میں لانا الہام کے ظاہر آثار ہوں تو حضرت محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کا مشن بیشک الہامی تھا۔

صہ۴ آپ کے اس خیال نے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے مذہب کی برکتیں میری ہی قوم تک محدود نہ رہیں بلکہ دنیا بھر میں پھیل جائیں کروروں بنی نوع انسان کو مہذب اور شائستہ بنا دیا اگر آپ اس ہمدردی کو دخل نہ دیتے تو یہ سب لوگ وحشی کے وحشی ہی رہجاتے اور ان میں وہ اخوت قائم نہ ہوتی جو اسلام نے نظری اور عملی طور پر کرکے دکھادی۔

صہ۵ ظاہر اسلمانوں کی مقدس کتابوں میں نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کی پابندیوں کے واسطے ضروری ہدایات موجود ہیں چونکہ وضو نماز سے قبل کیا جاتا ہے اسلئے اس مسئلہ صفائی پر کہ صفائی خداشناسی کا آسان ذریعہ ہے مسلمان عملی طور پر پابند ہیں۔

صہ۶ زکوٰۃ دینے والے کو اس غرض سے کہ خدا کے نزدیک بھی وہ مقبول ہو جائے یہ ثبوت دینا ضروری ہے کہ وہ رقم اس کے

قبضے میں بطریق جائز آئی ہے۔

صدؔ شراب، خنزیر، غیر ذبیحہ گوشت کی ممانعت اور ان اشیاء کے جدا کر دینے کے احکام جن کا رہ جانا باعث نقصان ہے مسلمانوں پر تکلیف دہی کی غرض سے نافذ نہیں کیے گئے ہیں بلکہ جسمانی و روحانی فائدہ رسانی کے لیے جاری ہوئے ہیں۔

صدؔ جماعت اسلامی کا خاموش سکوت اور قاعدے سے نماز کے مختلف ارکان ادا کرنا دلوں کو عبادت الٰہی کا جو سماں دکھاتا ہے اس سے بڑھکر کوئی دوسرا ذریعہ نہیں انگریز نکیر کے نقیر بننے پر معترض ہوتے ہیں لیکن اکثر منشائے اصول چھوڑ کر وہ خود رسم و رواج کی پرستش کرنے لگتے ہیں فی الحقیقت انگریزوں کی یہ بات صدہا خرابیوں کی جڑ ہے (اور اسی صفحے پر) ہم نہیں سمجھ سکتے کہ قوانین ہدایت عامہ کے واسطے موضوع ہوئے ہیں اور ان کی عبارت ہم پر حاوی نہیں ہے بلکہ ہم اس پر حاوی ہیں کیونکہ جو معنی چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں جو بمقابلہ اصل عبارت کے زیادہ تر قابل لحاظ ہوتے ہیں ہماری برائے نام خیرات ہمارا متعلق مذہب اور ہمارے مکلف قواعد مشرقی جیتے جاگتے شاعرانہ اور خیالی اعتقادات سے جن کو ہم نے اختیار کر لیا ہے بالکل برعکس ہیں اگر محمدی اصول پر مغربی سوسائٹی کی بنیاد قائم کی جائے تو یورپ سے سوشیالسٹ[1] اور نہلسٹ[2]

---

[1] یہ فرقہ یہ اصول رکھتا ہے کہ ہر شخص کے پاس جائداد بحصہ مساوی ہونا چاہیے حاکمی محکومی فضول چیزیں ہیں [2] اس فرقہ کا منشائے اصول بھی فرقہ بالا کے قریب قریب ہے یہ بھی چاہتا ہے کہ دنیا میں پابندی کسی کی نہ رہے کوئی بادشاہ ہو نہ حاکم ۱۲

فرقوں کا نام مفقود ہو جائے کیونکہ بخلاف ہماری تہذیب کے اسلام نے قناعت کے برعکس تعلیم نہیں دی۔

صد ۹ ہندو اور عیسائیوں کی شادیوں کا طریقہ اصطباغی ہونے کی وجہ سے نکاح کا تقدس اسقدر معلوم نہیں ہوتا جتنا کہ مسلمانوں کے یہاں معلوم ہوتا ہے۔

صد ۱۰ مجھے اس امر کے اظہار میں کچھ بھی لیس و پیش نہیں ہے کہ اہل اسلام اپنے خاندان پر مہربانی اور علمائے دین کی عزت، بزرگوں کی تعظیم مسافروں کی ہمدردی اور بے زبان مواشی پر رحم کرنے میں عیسائیوں کے واسطے نمونہ ہیں۔

صد ۱۱ خوش قسمتی سے ہم کوئی قصہ کہانی نہیں لکھتے ہیں۔ بلکہ تاریخ کی رو سے ایسے شخص کے حالات قلمبند کر رہے ہیں جس کا ہر قول فعل حدیث (مجموعہ روایات) میں موجود ہے جو قرآن (مجید) کے بعد مسلمانوں کا ہدایت نامہ ہے ان احادیث کی صحت کی کامل تحقیقات کی جاتی ہے اور اگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فلاں حدیث آپ کے کسی خاص صحابی کی زبانی سنی تو وہ مجموعۂ احادیث سے خارج کر دیجاتی ہے اور پھر یہ بحث ہوتی ہے کہ محدثین نے اسکو کہاں سے پایا۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے قول و فعل کی تحقیقات کے واسطے اس طرح کا کوئی طریقہ مقرر نہیں ہے۔

صد ۱۲ اسلامی ملکوں میں نہ تو کیوں قمارخانے اور کسبیوں کے چکلے ہوتے ہیں اور نہ وہاں طوائفوں کے ایکٹ جاری کرنے کی ضرورت پڑتی ہے نیکے روزمرہ کی گفتگو اکثر یورپین سے زیادہ مہذب

ہوتی ہے۔

انتخاب منقولات کتاب روائز ڈفیتہ آوا سلام

مصنفہ ڈبلیو۔ ایچ مسٹر عبداللہ کوئیلیم مطبوعہ مطبع اسلام آگرہ

(قول ڈیوڈار کوپارٹ) مذہب اسلام میں نہ تو نئے نئے قواعد اختراع ہوتے ہیں اور نہ اسمیں نیا الہام ہوتا ہے اور نہ کوئی نیا حکم ہوتا ہے اور نہ کوئی امامت ہوتی ہے اسمیں ایک مجموعہ قوانین واسطے ابنائے جنس اور ریاست کے ہے جس کا عملدر آمد بہ پابندی مذہب ہوتا ہے

صٓ ۱۵، ۱۶ (قول جوزف تامسن سیاح افریقہ از اخبار ایڈنبرا) مجھے بمقابلہ آپ کے اور نامہ نگاروں کے مشرقی وسطی افریقہ کا زیادہ تجربہ ہے میں دلیرانہ بیان کرتا ہوں کہ اس حصہ میں بردہ فروشی اس وجہ سے مروج ہے کہ وہاں دین اسلام کی تلقین نہیں کی گئی اگر دین اسلام وہاں ہوتا تو یہ رسم بھی وہاں مسدود ہوجاتی۔ ن

صٓ ۳۲ جون ڈیون پورٹ کا قول کتاب محمد اینڈ قرآن سے تواریخ صحیح کے دیکھنے سے آنحضرت (صلی اللہ تعالے علیہ وسلم) کی وہ نیکیاں ظاہر ہوتی ہیں کہ بمقابلہ جن کے مرلسی پریڈو فریڈرک شلیگل وغیرہ کی متعصبانہ تحریر کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی

صٓ ۴۶ اٹامس کارلائل۔ جب تم ایک دفعہ اچھی طرح سے قرآن کو پڑھ لوگے تو اصلی صورت اس کی خودبخود تم کو نظر آنے لگے گی اور یہ خوبی اس میں ایسی ہے کہ عالمانہ تصانیف میں نہیں آسکتی جو کتاب دل سے نکلی ہوگی

وہی دلوں میں سرایت کرے گی اس کے آگے مصنفین کے تمام
صنائع بدائع ہیچ ہیں اصلی خوبی قرآن کی اس کا جیوں کا تیوں
ہونا ہے جیسی کہ[1] یہ کتاب صاحب کتاب کے منہ سے نکلی تھی

[1] کیسا کھلا اقرار ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور بدل گئیں جیسی اتری تھیں ان کا نشان باقی نہیں منصف کے لیے ایک ہی نکتہ قرآن کی حقانیت کے لیے کافی ہے قرآن عظیم میں اگلی کتابوں کی نسبت فرمایا بما استحفظوا من کتب اللہ ان کی حفاظت ان کے عالموں کے ذمہ رکھی گئی تھی ان سے نہ ہو سکی بلکہ خود انھیں نے اللہ کا کلام بدل دیئے جز کے جز لکھ اور مقدس کتابوں میں ملا دیئے کہ یہ اللہ کے پاس سے ہیں۔ وماھو من عند اللہ حالانکہ وہ ہرگز خدا کے پاس سے نہیں فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون ۝ خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لیے انکی کمائی سے بخلاف قرآن عظیم کہ اسکی حفاظت اللہ عزوجل نے کسی کو سپرد نہ کی خود اسکی نگہبانی کا وعدہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون۔ بے شک ہم نے اتارا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ دیکھو کیسا آفتاب سے زیادہ سچا وعدہ ہے تیرہ سو برس سے زیادہ گزرے آج تک وہ ویسے ہی گویا ابھی اترا ہے اور اگر تیرہ کرور برس گزریں تو ایسا ہی رہیگا اگر تمام جہان اکٹھا ہو کر اس کا ایک نقطہ بھی بدلنا چاہیں ہرگز قدرت نہ پائے۔ دنیا عالم اسباب ہے قدرت ازلی یہاں ہر بات کے لیے ایک سبب پیدا فرما دیتی ہے حفظ الٰہی نے دربارہ قرآن ان ظاہری پیرایوں میں جلوہ فرمایا کہ قرآن کا یاد کرنا آسان کر جیسا کہ فرماتا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔ بے شک ہم نے آسان فرما دیا ہے یہ قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا پھر اس کے حفظ کی طرف متوجہ

وہی ہے قرآن کے تمام مطالب بلا تصنع ہیں اس کو میں کتاب کی خوبی جانتا ہوں اور صرف یہی خوبی کتاب کے لیے کافی ہے اور اسی ایک خوبی سے سب قسم کی خوبیاں پیدا ہو سکتی ہیں ۔

(بقیہ حاشیہ صد ۲۳ سے آگے) کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ کتنے کروڑ بندے خدا کے حافظ قرآن مجید ہوئے اور ہمیشہ ہوتے جاتے ہیں اور ہوتے رہیں گے حتی یاتی امر اللہ ہر گلی کوچہ میں اس کی تلاوت اس کے دور اس کے حفظ کی آوازیں گونج رہی ہیں جس شہر قصبے ، گاؤں میں چاہو جوان بچے بوڑھے اس کے حافظ پاؤ اگلی کتابوں کا کوئی ایک بھی حافظ نہ ہو سکتا یہانتک کہ ان کا حفظ ہونا انبیا کا معجزہ گنا جانا یہ ظاہر باہر نشانیاں ہیں جنھیں ماننے پر منصف مخالف بھی مجبور ہیں ۔ مگر عجب ہے آجکل کے بعض نیئے روشنی والوں سے کہ بائبل کو بھی جیوں کا تیوں مان رہے ہیں اس مجموعہ کو کلام خدا سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں پولس کے خط بطریق کے مکتوب یوحنا کے نامے یہوداہ وغیرہ کی چٹھیاں بھری پڑی ہیں پھر مسیح کا معاذ اللہ لعنتی ہونا (پولس کا خط گلیتوں کو باب ۳ درس الی تا ۱۳) شریعت کا ایمان سے کچھ نسبت نہ رکھنا شریعت سے راستبازی نہ ملنا ، خداوند کا پچھتانا اور تھکنا (یرمیاہ نبی کی کتاب باب ۱۵ درس ۶) خدا کی دو جوروں کا زنا کرنا اور ان کا نہایت شرمناک بیان ۔ (خرقی ایل کی کتاب باب ۲۳ م) داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کا معاذ اللہ اوریا کی جورو سے زنا کرنا (سموائل کی کتاب باب ۱۱) لوط علیہ الصلاۃ والسلام کا معاذ اللہ اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کر کے حاملہ کرنا (پیدائش کی کتاب باب ۱۹ درس ۳۰ تا آخر) خدا کا روٹی اور گوشت کھانا (ایضاً باب ۱۸ تا درس ۸) مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کا معاذ اللہ اولاد زنا کی نسل سے ہونا (متی کی انجیل باب پہلا مع پیدائش کی کتاب باب ۳۸ درس ۱۲ تا آخر باب) وغیرہ وغیرہ وہ شرمناک فواحش بھرے ہیں جنھیں

پیش کرکے [illegible] ہر منصف ،

ص۲۸ سر ولیم اس احکم الحاکمین یعنی ذات باری کے وجود ثابت کرنے کے لیئے اور انسان کو مطیع اور شکر گزار بنانے کو اسکی بادشاہت کا دعویٰ قائم کرنے کی غرض سے قرآن میں دلائل بھرے پڑے ہیں جن کو اس کی شان رزاقی اور قدرت سے مستخرج کیا ہے۔ آنیوالی دنیا میں برائی اور بھلائی کا عوض ملے گا اور نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی ضرورت اور مخلوق کی خوشی اور فرض یہی ہے کہ خالق کی اطاعت اور پرستش کرے اور اس قسم کے اور مضامین قرآن میں خوبصورتی اور زور شور سے بیان ہوئے ہیں اور اس کی زبان میں حقیقی شاعری[1] بکثرت ہے۔ اسی طرح سے روز حشر کا عقل کے موافق ہونا بہت سے قوی خیالات کے ذریعہ سے سکھایا گیا ہے اور خاصکر اس تشبیہ کے ساتھ جنوبی ممالک میں محض دل پر نقش ہو جاتی ہے، یعنی کہا گیا ہے کہ دیکھو ہم نے اس زمین کو جو مدت سے خشک اور مردہ تھی یکایک آسمان سے دھواں دھار مینھ برسا کر کس طرح زندہ کر دیا ہے پھر ہم کو آدمی کا مار کر جلانا کیا مشکل ہے۔

ص ایضاً واشنگٹن اروِن قرآن کے اصول خالص اعلیٰ اور مہربانی سے پُر ہیں

ص ایضاً قول گبن مورخ۔ بحر اٹلانٹک سے دریائے

---

[1] یعنی دلکش فصاحت دلربا بلاغت جانفزا شیرینی شور انگیز نمکینی جسے اس قائل نے اپنی زبان میں حقیقی شاعری سے تعبیر کیا اور حقیقی کہہ کر خود بھی شاعری معروف سے متعالی کر دیا ۱۲ مؤلف

گنگا تک قرآن قانون کی اصل مانا گیا ہے صرف مذہب کا ہی نہیں بلکہ دیوانی اور فوجداری مقدمات بھی اسی سے فیصل ہوتے ہیں اور انسان کے افعال اور مال کے معاملات خدا کی غیر مبدل منظوری سے انتظام پاتے ہیں

صد ۴۸ اینڈی منڈی بوک مسلمانی قانون نے بادشاہ سے لگا کر فقیر تک سب کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے ایسا عقلمندانہ عالمانہ روشن ضمیر انتظامی قانون آج تک دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا۔

صد ۵۶ جیمس مانٹگمری۔ نماز روح کی حقیقی خواہش ہے چاہے وہ پکار کر پڑھی جائے یا آہستہ آہستہ۔ نماز ایک پوشیدہ آگ کی حرکت ہے جو دل میں بھڑکتی رہتی ہے نماز ایک درزنی آہ اور ایک گرتا ہوا آنسو اور آنکھ اٹھا کر آسمان کے خدا کی طرف دیکھنا ہے جس وقت کہ کوئی آس پاس نہیں ہوتا، نماز ایک سیدھی سادھی معصوم بچوں کی سی گفتگو ہوتی ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو سیدھی آسمان پر خدائے ذوالجلال کے پاس پہنچ جاتی ہے نماز ایک پشیماں گنہگار کی آواز ہے جیسے اس کی ہر ادا سے پیدا ہونا چاہیئے اس وقت فرشتے خوش ہو کے خدا کی درگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک دیکھ وہ نماز پڑھ رہا ہے نماز مسلمانوں کی روح رواں ہے نماز مسلمانوں کے لیے وطن کی ہوا ہے ان کے مرنے کے بعد بہشت کی کنجی ہے وہ اسی سے بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

صد ۵۹ لین مسلمانوں کی جماعت کی نماز میں حد سے زیادہ

سنجیدگی اور تہذیب برتی جاتی ہے وہ نماز میں کوئی ناشائستہ حرکت
یا بدتہذیبی کی بات نہیں کرتے اور بالکل اپنے خالق کی عبادت میں
محو معلوم ہوتے ہیں ان کے چہرے سے ریاکاری یا جبر نہیں معلوم ہوتا
صن۲ باسورتھ اسمتھ۔ خدا کی قدرت سے آنحضرت (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) میں تین باتیں جمع ہیں، آپ ایک قوم اور ایک سلطنت
اور ایک مذہب کے بانی ہیں جنکی نظیر تاریخ میں کہیں ملتی ہی نہیں،
آپ خود ناخواندہ تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے اس پر بھی آپکی
کتاب میں شاعری[1] اور مجموعہ قوانین اور عام نماز اور مسائل مذہبی سب
موجود ہیں اور روئے زمین کے انسانوں کا چھٹا حصہ اسے پاکیزگی
عبارت اور عقلمندی اور سچائی کا ایک معجزہ مانتا ہے (دو فقرے بعد)
اور واقع میں معجزہ ہی ہے
ص الفاؔ انیسٹرکن چرچ مصنف ڈین اسٹینلی ص ۲۷۹ بلاشک قرآن
کے احکامات کا بہت گہرا نقش دلپر ہوتا ہے ایسا بائبل کا عیسائیوں کے
دلوں پر نہیں ہوتا۔
ص۶۵ کارلائل۔ علاوہ سب باتوں کے میں آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) کو اسلیے پسند کرتا ہوں کہ آپ بازاری اور بیہودہ گفتگو سے
بالکل بری ہیں اور نہیں چاہتے کہ اپنی حیثیت سے اپنے کو بڑھا کر
دکھلاویں (یعنی اپنے کو خدا کہلائیں) آپ سیدھے سادھے بیباختہ
اور اپنی مدد آپ کرنے والے باشندے عرب کے ویرانے کے ہیں،
نہ تو آپ میں دکھلاوٹ کے لیے غرور تھا نہ حد سے زیادہ انکسار بہر

[1] یعنی اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت و حلاوت و ملاحت و سلاست و نظم

موقع پر جیسی ضرورت ہوتی تھی ویسے ہی آپ ہو جاتے تھے اپنے پیوند لگے ہوئے جوتے اور جُبّے میں صاف صاف ویسے ہی باتیں کرنے لگتے تھے جیسی شاہانِ فارس یا سلاطین یونان کرتے ہیں اور جو کچھ آپ فرماتے تھے وہ بادشاہوں کو ماننا پڑتا تھا۔

ص ۶۶ (مدح اسلام میں) اس کے اصول عمدہ ہیں جن میں اعلیٰ درجہ کی روحانیت ہے بارہ سو برس سے وہ پانچویں حصہ دنیا کا مذہب اور عزیز رہنما ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ ایسا مذہب ہے جو تہِ دل سے مانا جاتا ہے عرب اپنے مذہب کو مانتے اور اس پر زندہ رہنا چاہتے ہیں قدیم سے کوئی عیسائی بلکہ شاید حال کے انگلستانی پیورٹن بھی اس طور سے اپنے مذہب پر قائم نہیں ہیں جیسے مسلمان اپنے مذہب پر ہیں وہ اپنے مذہب کو پورا پورا مانتے ہیں اور وقت اور ابدی زندگی کا مقابلہ اس کے ساتھ کرتے ہیں آج کی رات بھی قاہرہ کی سڑکوں کا چوکیدار جب کہتا ہے کون جاتا ہے تو اپنے سوال کے جواب کے ساتھ مسافر سے لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر سنتا ہے اسلام ان کروروں کالے آدمیوں کی روح اور روزمرہ میں سمایا ہوا ہے

ص ۶۶ ڈاکٹر مارکس ڈوڈس دکھ اعلیٰ درجہ کی خوبیاں مسلمانوں میں بہ نسبت عیسائیوں کے زیادہ عیاں ہیں انھیں اپنے خدا کے اقرار میں ذرا تامل وخوف نہیں ہوتا اور یہ بڑا مسئلہ[ل] ان کے عمل میں ہے کہ خدا کی

[ل] الحمد للہ یہ وہی دولت و نعمت ہے جو پہلے اہل کتاب کو دی گئی تھی انھوں نے خود ہی رد کر دی اور کریم کی عطا آپ ہی پھیر دی اس کرم والے ذوالجلال نے وہ نعمت ہمارے لیے رکھی جسے اب ان کے منصف دیکھ دیکھ کر اشک حسرت بہاتے ہیں مگر انصاف کریں

عبادت مندروں (مسجدوں) یا کسی خاص جگہ کے ساتھ مقید نہیں ہے بڑی
عزت ہے ان نماز پڑھنے والے آدمیوں کی جن کی مسجد انھیں کے ساتھ
ہر جگہ رہتی ہے جو شادیوں کے وحشیانہ شور میں جنگ کے نہایت شدید
انتظام میں چلتے ہوئے جہاز پر بھیڑ بھاڑ کے بازار میں اجنبی ملک میں
چاہے وہ کتنی ہی دور ہو چاہے کتنا ہی مختلف ہو ہیج سے ان کے خیالات
ان کے طریقوں اور پوشاک یا گفتگو کے وہ خاموشی سے اپنی جانماز
بچھائیں گے اور مکہ کی طرف اپنا عاجز منھ کر لیں گے گویا تمام دنیا
کی طرف سے اندھے ہو گئے ہیں اور ہر آواز کی طرف سے بہرے ہیں
اور جو دل کو اچاتی ہو سادی زبان میں خدا کی حمد کرتے ہیں دل سے

(بقایا حاشیہ گزشتہ سے آگے) نہیں نہیں توفیق پائیں تو حسرت کا کوئی محل نہیں یہ نعمت
نکل گئی موجود ہے کیوں نہ اختیار کر لیجیے دین اسلام کو جہاں ایسی ایسی
خوبیاں بے گنتی ہیں والحمدللہ رب العالمین سرور القلوب شریف میں فرمایا امت
موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر انعام الہی ہوا کہ میں تمھارے واسطے زمین کو مسجد اور طہور
کرتا ہوں اور تم پر سکینہ نازل فرماتا ہوں اور حفظ تورات کی قدرت عنایت کرتا ہوں
بنی اسرائیل نے کہا ہم سکینہ کی طاقت نہیں رکھتے اور کلیسے کے سوا اور جگہ نماز نہ پڑھیں گے
اور توریت کی تلاوت دیکھ ہی کر کریں گے ارشاد ہوا قریب ہے میں اسے ان کے لیے
لکھوں جو پرہیزگاری کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے
وہ لوگ کہ اس رسول نبی امی کی پیروی کریں گے جسے اپنے پاس توریت اور انجیل
میں لکھا پائیں گے وہ انھیں اچھے کام کا حکم دے گا اور بری بات سے منع کریگا
اور پاک چیزیں ان کے لیے حلال اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان سے
ان کے بوجھ اتاریگا اور سختیاں کہ ان پر تھیں دور فرمائیگا پس جو لوگ اس پر ایمان
لائے اور اسکی عظمت اور نصرت اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا پیروی
کی وہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں وذلک قولہ تعالیٰ فساکتبھا للذین یتقون
ویؤتون الزکوٰۃ الآیہ ١٢ مؤلف

اس کے حضور میں مناجات کرتے ہیں اور نماز کے وقفوں میں اس طور سے ٹھہرے رہتے ہیں گویا اسکی عظمت میں محو ہیں۔

صکا (ہمارے ہندوستانی مسلمان) مصنفہ ہنٹر صفحہ ۱۷۹۔ اسلام کی عظمتوں میں ایک عظمت یہ بھی ہے کہ اسکے مندر (مسجدیں) ہاتھوں سے بنے ہوئے نہیں ہوتے اور اسکی نماز خدا کی زمین پر اور اس کے آسمان کے نیچے ہر جگہ ہو سکتی ہے

انتخاب کتاب (اسلام انسان کے حق میں رحمت ہے) مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور

صد۲ (لائف آف محمد) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مصنفہ سر ولیم میور

ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے (یعنی مذہب اسلام نے) ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو جنکی تاریکی مدتوں سے عرب کے ملک ایک جزیرہ نما پر چھا رہی تھی کالعدم کر دیا اسلام کی صدائے جنگ کے روبرو بت پرستی موقوف ہو گئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص اور ہر ایک جگہ احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ (حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جیسا کہ خاص حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دل میں تھا مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی ہیں یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیئے بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے برادرانہ محبت رکھیں یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی

چاہیئے نشے کی چیزوں کی ممانعت ہے مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اسمیں پرہیز گاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔

صد ۲ گبن مورخ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سیرت میں سب سے اخیر جو بات غور کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ ان کا عزم وشان لوگوں کی بھلائی اور بہبودی کے حق میں مفید ہوا یا مضر جو لوگ کہ آنحضرت (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کے سخت دشمن ہیں وہ بھی اور نہایت متعصب عیسائی اور یہودی بھی باوجود پیغمبر حق نہ ماننے کے اس بات کو تو ضرور تسلیم کریں گے کہ آنحضرت (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے دعویٰ رسالت ایک نہایت مفید مسئلے کی تلقین کے لیے اختیار کیا گو وہ کہیں کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اس سے اچھا ہے آنحضرت (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب سماویہ قدیمہ کی سچائی اور پاکیزگی اور ان کے بانیوں یعنی اگلے پیغمبروں کی نیکیوں اور معجزوں اور ایمانداری کو مذہب اسلام کی بنیاد خیال کرتے تھے عرب کے بت خدائے تخت کے روبرو توڑ دیئے گئے اور انسان کے خون کے کفارے کو نماز روزے خیرات سے بدل دیا جو ایک پسندیدہ اور سیدھے سادے طریقہ کی عبادت ہے (دو فقروں کے بعد) آنحضرت (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے مسلمانوں میں نیکی اور محبت کی روح ڈالدی آپسمیں بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتوں سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتوں اور یتیموں پر ظلم وستم ہونے کو روک دیا قومیں جو کہ مخالف تھیں اعتقاد میں فرمانبرداری میں متفق ہو گئیں، خانگی جھگڑوں میں جو بہادری

بیہودہ طور سے صرف ہوتی تھی نہایت مستعدی سے ایک غیر ملک کے دشمن کے مقابلہ پر مائل ہوگئی

۶) اپالوجی فار دی محمدؐ اینڈ قرآن مصنفہ جان ڈیون پورٹ (اس بات کا خیال رکھنا جیسا کہ بعضوں نے کیا ہے بہت بڑی غلطی ہے کہ قرآن (مجید) میں جس عقیدے کی تلقین کی گئی ہے اسکی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی تھی کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں وہ سب بلا تامل اس بات کو تسلیم کریں گے کہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا دین مشرقی دنیا کے لیے ایک حقیقی برکت تھا (دو سطر بعد) پس ایسے اعلیٰ وسیلے کی نسبت جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کو پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت کرنا کیسی لغو اور بیہودہ بات ہے جب ان معاملات پر خواہ اس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اس مذہب کے عجیب وغریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کیجائے تو بجز اس کے اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ اس پر نہایت دل سے توجہ کی جائے اس امر میں کبھی کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیوں کو بمقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے اور ان پر غور کیا ہے ان میں سے بہت ہی کم ایسے ہیں جو اس تحقیقات میں اکثر اوقات متردد اور صرف اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہوں کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہیں بلکہ اس بات کا اعتقاد کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ آخرکار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر ہی ہوگا۔

صفحہ ۱۰/۱۱ ٹامس کارلائل مصنف لکچرز ان ہیروز اسلام کا عرب کی قوم کے حق میں آنا گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا عرب کا ملک پہلے ہی پہل اس کے ذریعہ سے زندہ ہوا اہل عرب گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھے اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا کرتے تھے اور کسی شخص کو ان کا کچھ خیال بھی نہ تھا اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور ہو گئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز بنگئی اس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہو گئی عرب کی بہادری اور عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہ ملے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتی رہی (دوسطر بعد) یہی عرب اور یہی حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک میں پڑی جو ظلمت میں کس میرسی ایک ریگستان تھا مگر دیکھو کہ یہ ریگستان زور شور سے اڑجانیوالی باروت نے نیلے آسمان تک اٹھتے ہوئے شعلوں سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کر دیا

انتخاب کتاب مؤید الاسلام مصنفہ جون ڈیون پورٹ مطبوعہ مطبع بدرالدجیٰ واقع دہلی

صد۱۷ اس کتاب کی تصنیف سے میری غرض یہ ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وقائع عمری پر جھوٹے الزامات اور بے انصافانہ بہتان ہوئے ہیں ان کو رفع کرو اور یہ ثابت کروں کہ آپ فی الحقیقۃ خلق اللہ کے بڑے مربی اور نفع رساں تھے وہ مصنف جنہوں نے تعصب مذہبی کے

سبب سے اس محی عبادت واحد مطلق کے شہرے پر داغ لگایا ہے انھوں نے یہی نہیں ظاہر کیا کہ ہم نا منصف اور اس عدل سے خالی ہیں جسکی اتباع کیواسطے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اسقدر شد و مد سے تاکید فرمائی ہے بلکہ انھوں نے اپنی رائے میں بھی غلطی کی ہے کیونکہ ادنیٰ فکر میں ان کو یقین ہو جاتا کہ یہ عیسائیوں اور اس زمانے کے عقلا کا طریقہ نہیں ہے کہ نبی اور اس کے مقولوں پر نکتہ چینی کریں (ایک فقرے بعد) یا یہ تبدیل الفاظ ہم اس مطلب کو اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایک شارع مذہب اور مقنن ملت خیال کرنا چاہیئے

صـ۹ جب ہم اس بات کا خیال کریں کہ آپکی پیدائش سے پہلے اہل عرب کا کیا حال تھا اور وہ آپ کے بعد کیسے ہو گئے اور علاوہ اس کے اس بات پر بھی غور کریں کہ آپ کے مقولوں نے کروڑہا آدمیوں کے دل میں کیسی گرمی پیدا کی اور قائم رکھی تو اس صورت میں ایسے بڑے آدمی کی صفت اور ثنا نہ کرنا بہت بڑی بے انصافی ہوگی ۔

صـ ایضاً اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مقنن اور فتح کرنے والوں میں ایک کا بھی نام اس طرح نہیں لیا جا سکتا جس کے وقائع عمری آنحضرت (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کے وقائع عمری سے زیادہ تر مفصل اور صداقت سے لکھے گئے ہوں ۔

صـ۱۵ آپ شام کے جنگل میں ایک عبادت خانہ کے قریب پہونچے انمیں سب سے بڑے پادری نے حضرت کو بغور دیکھ کر ابو طالب کو ایک گوشہ میں لیجا کر کہا اپنے بھتیجہ سے خبردار رہنا اور ان کو یہودیوں کی شرارت سے بچانا کیونکہ یہ یقینی ایک بڑے مطلب کے واسطے پیدا ہوئے ہیں

بعض مورخین کا قول ہے کہ اس پادری کی پیشین گوئی پوری ہوئی
صـ۱۷ آپ کا دل آویز تبسم عمدہ اور رسیلی آواز آزادی اور صاف دلی
سے بات کرنا ہر ایک آدمی کو جس سے آپ خطاب کرتے متوجہ کر لیتے
تھے آپ میں فرشتوں کی صفات تھیں آپکی نصیحت جلد موثر ہوتی تھی
حافظہ خوب تھا خیال بلند پرواز اور دلیرانہ تھا، رائے صائب تھی طبیعت
دلیر تھی اور آپکی صاف دلی اور یقین کی نسبت کسی کی رائے کچھ ہی
کیوں نہ ہو آپ کا استقلال پیروی میں اس بڑے مطلب کی جس کیواسطے
آپ پیدا ہوئے ہیں ہر آدمی کی تعریف کو زبردستی اپنی طرف راجع کرتا تھا
صـ ایضاً از گبن مورخ۔ آنحضرت (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) حسن میں
شہرۂ آفاق تھے (دو قرنوں بعد) لوگ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
شاہانہ شکل اور رسیلی آنکھوں اور وضعدار تبسم اور بکھری ہوئی داڑھی
اور ایسا چہرہ جو دل کے ہر ایک جذبہ کی تصویر کھینچدے اور ایسی حرکت
اعضا جو زبان کا کام دے تعریف کیا کرتے تھے۔
صـ۱۸ عبداللہ کے صاحبزادے نہایت عمدہ قوم میں تربیت والے
ہوئے انھوں نے نہایت فصیح عربی کا استعمال کیا اور انکی طاقت لسانی
اور بلاغت کو انکی عقلمندانہ خموشی نے نہایت ترقی دی۔
صـ۲۳ یہ بات آپکی صاف باطنی پر خوب دال ہے کہ سب سے پہلے
جو لوگ ایمان لائے وہ آپ کے دوست اور اہل خاندان تھے جو
آپکی عادت سے خوب واقف تھے (معاذ اللہ) آپ ... ہوتے تو یہ
لوگ آپ پر ہرگز ایمان نہ لاتے اور ان پر بھی یہ ... ضرور ظاہر ہوتا
صـ۳۸ آپ میں چار صفتیں مجتمع تھیں آپ بادشاہ اور سپہ سالار

اور قاضی اور واعظ تھے سب کو اس امر پر اتفاق تھا کہ آپ پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے اور جیسے آپ کے معتقدین کو آپ سے ارادت اور محبت تھی ایسی کبھی کسی اور نبی کی امتوں کو اس سے نہیں ہوئی لوگ آپکی اسقدر عظمت کرتے تھے کہ اگر کوئی چیز آپ کے بدن مبارک سے مس ہوجاتی تو اس کو متبرک خیال کرتے اگرچہ آپ کو شہنشاہ ہونے سے بھی زیادہ آمدنی اور اختیار تھا مگر آپ نہایت سیدھی سادی وضع سے بسر کرتے تھے موٴلف بارگاہ رسالت سے سلاطین کے پاس فرامین جاری ہونے کی کیفیت اور فرمان عالی کی خدمت میں خسرو پرویز بدبخت کی گستاخیوں کی حالت اور اس کا حاکم یمن کو شہادت پر مقرر کرنا لکھ کر کہتے ہیں۔

صـ۲۴۶ جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس بے ادبی کی خبر ہوئی آپنے یہ کلمات آواز بلند فرمائے، اللہ تعالےٰ خسرو کی سلطنت اسی طرح پارہ پارہ کردیگا اور اس کی دعاؤں کو نامقبول فرمائیگا تھوڑے عرصے بعد خسرو کو اس کے بیٹے سر سبز (شیرویہ) نامی نے قتل کر ڈالا بدہم (باذان) مع اپنی رعیت کے مسلمان ہوگیا (چند سطر بعد) آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کامیابی کی یہ دلیل ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں صرف نیکو خصالی اور زور شمشیری مجتمع نہ ہوا تھا بلکہ آپ کے کلام میں بھی بہت اثر تھا آپ کی ہر ایک بات الہام شدہ معلوم ہوتی تھی اور اہل عرب کے دل پر بڑا اثر پیدا کرتی تھی اور چونکہ زبان زد خاص و عوام ہوتی تھی لہذا دور تک پہنچ جاتی تھی وہ کتاب جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان مشرقی لوگوں پر ظاہر کی وہ بھی بڑے بڑے عمدہ اقراروں سے بھری ہے اسمیں فرمانبرداری حکم درکار ہے اور اس کا صلہ بڑا ہے

اور اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بڑا حاکم ہے اور ہر چیز کا خالق ہے۔

فٹ ۵۹۔۶۰ ٹامس کارلائل۔ اس صحرا نشین شخص میں صرف تیز چشمی اور صاف باطنی اور بلند نظری ہی نہ تھی بلکہ اور بات بھی تھی آپ نہایت سنجیدہ تھے اور جو ان میں سے تھے جن کا شعار متانت ہے اور جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے صاف باطن خلق کیا ہے اور لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ قواعد قدیم اور روایات پر عمل کرتے ہیں مگر آپ صرف حق پر عملدر آمد کرتے تھے مخلوقات کا راز آپ پر خوب افشا تھا اور آپ اس کے خوفوں اور شان و شوکت سے خوب واقف تھے روایات قدیمہ کی اصلی حقیقت اس بات کو آپ سے مخفی نہ کر سکتی تھی اس طرح کی صاف باطنی فی الحقیقت خدا ہی کی طرف سے محمول ہو سکتی ہے ایسے آدمی کی آواز براہ راست خدا ہی آواز ہے آدمی کو بغیر اسکی تعمیل کئے بن نہیں آتی اور تمام چیزیں اس کے مقابل بے اصل ہیں۔ قدیم سے آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دل میں ہر سفر میں اور ہر جگہ ہزارہا خیالات رہتے تھے آپ سوال کیا کرتے تھے کہ میں کیا ہوں اور یہ بے انتہا چیز جسے لوگ دنیا کہتے ہیں اور جس میں رہتا ہوں کیا ہے زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے مجھے کس بات کا یقین کرنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے جبل حرا اور جبل سینا کے خوفناک ٹیلے اور صحرا کی تنہائی اور ریت نے اس سوال کا جواب نہ دیا اور آسمان نے بھی جو مع اپنے ثوابت و سیارے کے گردش کرتا ہے اس کا ہرگز جواب نہ دیا صرف آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی روح اور اللہ تعالیٰ کے الہام کو جو اس میں تھا جواب دینا پڑا

صث ۶ اور یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ قرآن شریف ایسی کتاب ہے جس کے اشکال عبارت سے پڑھنے والا پہلے گھبرا جاتا ہے بعد ازاں اس کے محاسن دیکھ کر رجوع کرتا ہے اور آخر فریفتہ ہو جاتا ہے۔

صد ۷۲ ایسے بھی متقی مسلمان ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں ستر ہزار مرتبہ قرآن کو تمام وکمال پڑھا ہے

صد ۷۳-۷۴ ، قرآن شریف مسلمانوں کا مجموعۂ قوانین عامہ ہے اسمیں قوانین مذہبی اور سلوک باہمی اور فوجداری و دیوانی اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزا دہی سب موجود ہے اور مذہبی رسموں سے لیکر معاملات دنیوی تک ہر ایک چیز کا مفصل بیان ہے اور قرآن نجات روح ہے اور صحت جسمانی اور حقوق عامہ اور حقوق شخصی اور نفع رسانی خلائق اور نیکی اور بدی اور سزائے دینی و دنیوی سب چیز پر حاوی ہے لہذا قرآن شریف اصل میں انجیل سے بالکل مختلف ہے جسمیں کہ کون صاحب کی رائے کے موافق مسائل مذہبی نہیں ہیں بلکہ عمدہ عمدہ حکایات اور تذکرے اور ایسی باتیں کہ جس سے خدا کی یاد اور تہذیب نفسی موجود ہیں مگر ان حکایات میں کچھ ربط ظاہری نہیں معلوم ہوتا قرآن شریف اور کتب آسمانی کی مانند صرف امور مذہبی اور عبادت ہی پر حاوی نہیں بلکہ اسمیں نظم ونسق ملکی کا بھی بیان ہے اسی بنیاد پر سلطنتیں قائم ہیں اسی میں سے ہر ایک قانون ملکی اخذ کیا جاتا ہے اور اس کے موافق ہر ایک تکرار مالی و ملکی فیصل ہوتی ہے آنحضرت نے (صلی اللہ تعالے علیہ وسلم) اس واسطے کوئی ایسا قانون نہ نکالا جس کے ذریعہ سے علمائے امت کو عوام پر بہت اقتدار حاصل ہو آپ کو خوف تھا کہ مبادا یہ لوگ بھی عیسائی پادریوں کی طرح اپنے

ہم مذہب ہوں اور انکی سلطنتوں کو خراب کر دیں صـ۸۲ منجملہ محاسن اور خوبیوں
قرآن شریف کے جس پر اہل اسلام کو ناز کرنا بجا ہے دو باتیں نہایت عمدہ
ہیں اول قرآن شریف کی وہ خوش بیانی جسمیں خدائے تعالیٰ کا ذکر ہے
اور جس کے سننے سے آدمی کے دل پر ایک طرح کا اثر پیدا ہوتا ہے اور
خوف آتا ہے اور جسکی عبارت میں خدائے تعالیٰ کی نسبت ان جذبوں کا
مغلوب ہونا منسوب نہیں کیا گیا ہے جو انسان کے واسطے مختص ہیں دوسری
تمام قرآن شریف ان خیالات اور الفاظ اور قصص سے مبرا ہے جو خیال
تہذیب خیال کئے جا سکتے ہیں مگر افسوس یہ عیب یہودیوں کی مقدس
کتابوں میں اکثر واقع ہیں حقیقت میں قرآن شریف ان عیوب سے ایسا مبرا
ہے کہ اسمیں ذرا سی بھی حرف گیری ناممکن ہے اور اگر ہم اسے اول سے
آخر تک پڑھیں تو کہیں ایسی بات واقع نہ ہوگی کہ جس سے ہنسی آجائے
صـ۸۳ وہ مذہب جسکی قرآن شریف نے بنا ڈالی ہے اسمیں کمال
وحدانیت ہے اور اسمیں خدائے تعالیٰ کا مضمون سمجھنے میں کچھ دقت
و ابہام نہیں ہے۔ صـ ایضاً سوا اس کے اسلام ایک ایسا مذہب ہے
جس کے اصول میں سب کو اتفاق اور جسمیں کوئی ایسی کنہ نہیں ہے
جو زبردستی مان لینی پڑے اور سمجھ میں نہ آسکے صـ ایضاً اور خیال کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماہیت اشیا
اور اس زمانہ کی قوموں کی حالت پر خوب غور کر کے یہ مذہب ایجاد کیا
ہے ایسے مسائل نکالے ہیں جو خلاف عقل نہیں اسواسطے کچھ تعجب کا مقام
نہیں ہے کہ اس عبادت نے اہل کعبہ کی بت پرستی اور سابیئوں (یعنی سیکل
پرستوں یا ستارہ پرستوں) کی پرستش اجرام فلکی اور زردشتیوں کے آتشکدوں

کا استیصال تمام کر دیا صفحہ ۹۴ قتل اطفال جو اس زمانہ میں قرب جوار کے
ملکوں میں رائج تھا اسلام کے سبب سے بالکل معدوم ہو گیا۔
صفحہ ۹۱-۹ آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مذہب کی صداقت اس
بات سے اور بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ اس مذہب کو نکلے ہوئے ایک
عرصہ دراز منقضی ہوا مگر اسمیں اور مذہبوں کی مانند خالق کی جائے مخلوق
کی پرستش وغیرہ نہ ہوئی اور اہل اسلام نے اپنے وہم اور قیاس کی متابعت
نہیں کی اور خدائے تعالےٰ کی پرستش پر قائم رہے اور اسکی جائے بتوں کو
نہ پوجنے لگے۔ صفحہ ایضاً حقیقت میں یہ مذہب اہل مشرق کے واسطے سراپا
برکت تھا (اس کے بعد خونریزی پر بحث کر کے کہتے ہیں) لہذا یہ بات بالکل
بیہودہ اور بیجا ہے کہ ہم خدائے تعالےٰ کے اس نمونہ قدرت کی کسر شان کریں
اور جاہلانہ اسکی بات میں گفتگو کریں جس کو اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے
انسان کی رائے اور دل میں اثر ڈالنے کے واسطے پیدا کیا تھا جب ہم
اس تمام مضمون کو خیال کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپ نے کیسے عجیب
طور سے ظہور کیا اور ترقی پائی تو ہمیں بے شبہ بہت تعجب ہوتا ہے اور
اسمیں شک نہیں معلوم ہوتا کہ جن لوگوں نے مذہب عیسائی اور اسلام
دونوں کی کتابوں کو پڑھا ہے انھیں بے شک یہ شبہ ہوتا ہوگا کہ کونسا
مذہب ان دونوں میں صحیح ہے اور انھیں یہ اقرار کرنا پڑتا ہوگا کہ مذہب
اسلام بہت عمدہ مطالب کے واسطے ایجاد کیا گیا ہے۔
صفحہ ۱۰۹ اب یہ امر یقینی ہے کہ بت پرستی کا معدوم کرنا اور خدائے تعالیٰ
واحد مطلق کی عبادت کی ایسی قوم میں بنا ڈالنا جو نہایت درجہ کی بت پرست
تھی اور خدا کو بالکل بھول گئی تھی حقیقت میں ایسا کام ہے جس کیواسطے

خدا تعالےٰ نے نبی مقرر کیا ہو۔ صہ ۱۵۹ قرآن شریف میں ہم کہیں یہ نہیں دیکھتے کہ خدا تعالےٰ کی نسبت ایسے حکم منسوب ہوں جن کو انسان رحم اور انصاف کے خلاف گمان کرے مگر توراۃ میں منجملہ اور بہت احکام کے یہ احکام بھی لکھے ہیں۔

محبوب ذوالجلال کی نعت میں ہنود کے اقوال (از کتاب عجیب القصص معروف بہ شبستان عشرت مطبوعہ مطبع نولکشور مصنفہ منشی بخت سنگھ)

دگلہائے شاداب نعت گوناگوں نثار بارگاہ چمن طراز رسالت کہ ریاض دین بآبیاری رائے جہاں آرائش طراوت تازہ وآب و رنگ بے اندازہ گرفتہ واز بار تملۂ خار در پاشکستگاں وادی معصیت بہ تنسیم نسیم شفاعتش گل گل شگفتہ۔ سحاب فیض آں دریادل گرد گناہ از دامن سیہ کاراں درہ گم کردگاں شستہ ولبشرطہ لطف آں پاکیزہ گوہر سفینہ تختہ بنداں قعر عصیاں بساحل نجات پیوستہ گل داعیش سرافرازاں انجمن معرفت رابر سروا زرائحہ گلزار بدائعش مشام دانش ارباب حقیقت معطر۔ گوہر یکتائے ملت درچار سوئے امکان و شش جہت جہاں روز بازار از دیافتہ ولوائے علائے ذات عالی درجاتش در عرصۂ روزگار برافراشتہ وجود فائض جود شی باعث وجود کون ومکاں وذات کرامت آیاتش موجب آرائش زمین وآسمان آئینۂ دین بمصقل ضمیر صافیش صفائے یافتہ کو چہرۂ نجات دراں رونہ نماید و چراغ اسلام بہ پرتو رائے منیرش فروغے نگرفتہ کہ تا صبح قیامت روشن نباشد **ابیات**

خدیو عالم جاں شاہ لولاک	مقیمان درش سکان افلاک
سوارہ رہ شناس عرصۂ غیب	بساط آرائے خلوت گاہ لاریب
سران ملک عرفاں را سر او	روان قدسیان خاک در او

تقریظ کتاب گلستانِ مسرت ملقب بہ حدائق المعانی مطبوعہ مطبع مصطفائی از منشی رام سہائے عزیز

در رنگینی معانی بار نسلم نعت معجز بیانی ست کہ مجموعۂ موجودات از نظم بعیش قافیہ وار انتظام گردیدہ و دیوان کائنات از رباعی چار یار و منتخب اہل کیش بر ردیف احترام رسیدہ وجود جود افزایش فردی ست از بحر کامل عروج و کمال و اعضائے بیضا ضیایش ترکیب بندی از بحر وافر و فور جمال لراقمہ

بلیغی کز بلاغ فکرت او — گشتہ منظوم خمسۂ ایمان
نظم حسان ہمین احسانش — یافت حسن انتظام و استحسان

از کتاب دستور الصبیان مصنفہ لونده رائے

و نعت متکاثر خیرے راکہ املائے دانش و بینش نکتہ از خامہ ہدایت اوست ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست — کتب خانہ چند ملت بشست
امام رسل پیشوائے سبیل — امین خدا مہبطِ جبرئیل

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

از شاہنامہ اردو مصنفہ منشی مولچند دہلوی

پُر از مشک و عنبر نہ کیوں ہو وہاں۔ ثنائے محمدؐ ہے وردِ زباں — وہ ختم رسل سرورِ نامور
فلک جس کے آگے جھکاتا ہے سر۔ سر سروراں ہے وہ عالیجناب — سپہر نبوت کا ہے آفتاب
جہاں جسکے دیں سے ہے روشن تمام — سرانور اس کا ہے دائمی غلام — سر سروراں احمدؐ مجتبےٰ
رسولِ خدا سید انبیا — خرد مند دانشور و بے نظیر — لبسانے رخ مہر روشن ضمیر
سحابِ سخا و محیط کرم — یم وجود و خوش خلق عالی ہمم — وہ مہر جہانتاب اوج جلال
وہ سر و سرافراز باغ کمال — فروغ جہاں نورِ ایمان و دیں — وہ شمع شبستان علین الیقیں

شفیعِ گناہاں بروزِ جزا   کشایندۂ عقدۂ مدعا   فرازندۂ رایت سروری
درخشندہ خورشید پیغمبری   وہ ہے خاصِ خاصانِ پروردگار   کہ جس نے کیا دین کو استوار
قدم اس نے معراج پر جب رکھا   تو پایا بڑھا اور معراج کا   بہر پر ہیں کے زہے خوش نصیب
ہوا جلوہ گر واں خدا کا حبیب   میسر ہوا جب کہ قربِ حضور   نظر اس کو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہیں جسکو اہلِ یقیں   منور ہے جس سے زمان و زمیں   یہ بخشا اسے پایہ گاہِ رفیع
ہوئے جس کے شاہانِ عالم مطیع   گرامی و اشرف ہے انسان میں   غرض اسکی لولاک ہے شان میں
کروں اس کے اصحاب کا اب بیاں   کہ ہیں صاحبِ عزت و فخرِ شاں   ابوبکر عثماںؓ، والا گہر
عمر اور علی وہ شہ نامور   کرے اب جو انصاف ان کا بیاں   نہ طاقت قلم میں نہ تاب زباں
کروں میں سخن کو بس اب مختصر   یہ ہے عرض میری کہ شام و سحر   معین اور یاور ہو یا مصطفیٰؐ[1]
مرے دل کا بر لاؤ تم مدعا   گنہگار ہوں میں بروزِ حساب   مری کیجیو تم شفاعت شتاب

یہ منشی تمھارا ہے کمتر غلام ؛ کرم اس پہ اپنا رکھو صبح و شام

از دیوان منشی ہرگوپال رلئے تفتہ ردیف نون

جرم بخشِ ما خدا خواہد شدن   شافعِ ما مصطفیٰ خواہد شدن

از حدائق النجوم مصنفہ رتن سنگھ زخمی بریلوی

سبحٰن اللہ خداوندے کہ بنور ریز جہاں افروز احمدی و فروغ ذاتِ اقدس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چراغ ہدایت بر وسط السماء شریعت برافروخت از برق شمشیر آبدار صاحب ذوالفقار قسیم جنت دنار خرمن ہستی مستکبرین منحرف از جادۂ حق و یقین پاک سوخت زہے رسول عالی ہمتے کہ گوہر شب چراغ ایمان را از بحر ذخار

[1] خدا کی شان یہ اشعار گواہ ہیں کہ شاعر مذکور کافر تھا مگر وہابی نہ تھا عجب عجب کہ اللہ جل جلالہٗ کے خلیفۂ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ قدرِ عظیم و شانِ کریم کہ کفار پر تک ظاہر و روشن ہے ان مدعیانِ اسلام سے یوں مخفی رہے ع خیرہ ام در چشم بندی خدا ۱۲ مولف

خفا و نهان برآورده چراغ راه سالکان مسالک خداشناسی ساخت وختم
امام آفتاب شهرتے که از وقوع کسوفات محن و مصائب نیندیشیده پرتو ضیاے ایمان
و یقین بر اقمار قلوب مومنین انداخت اللهم صل وسلم علی افضل انبیائک
وسند اولیائک الهما و عترتهما الطاهرین الی یوم الدین و بر خاتمه
کتاب اللهم لک نحمد و بک نستعین فصل علی سیدنا محمد و اله
الطاهرین ۵ **تاریخ کتاب احیاء العلوم شریف مصنفه حضرت**
امام غزالی رحمة الله علیه از لاله تمنشی کالکا پرشاد موحد تقریظ
(تاریخ فرشته) مطبوعه نولکشور از لاله موحد مذکور

نام سمی رسول حرف چو امتحان داشت — چار مجلد از آن آمده ارکان علم

نقود وجیزه تحیات نذر شهنشاه اقلیم نبوت که دم ماه بقرب سکه مولتش دو نیم گردید
و القاب طیبه صلوات نامزد سلطان کشور رسالت که گنبد فلک بقرع صداے
خطبه شوکتش جنبیده و سرعت زمانی لیلة المعراج از کوتاهی شب وصال عاشقان
مبرهن و خلوت مکانی لی مع الله از نا پسندی رقابت معشوقان مبین عنکبوت
خورشید در کیف گیتی بمقدمش تار شعاعی تنان و سنگریزه نجوم در مشت آسمان
از بنوتش حرف روشن زبان **لراقمه**

ز قوسین شق قمر وا نمود — که او صاحب قاب قوسین بود — بود بهر بینش نشان صریح
که وصل حدوث و قدم شد صحیح — چو بگذشت از سال ای از بیس — شد اظهار قرب بخدا بهر این
که از میم احمد خرد بگذرد — بداند که شد متحد با احد — مرا گشته رازی عیان از ضمیر
که شاه آید اندر لباس فقیر

از کتاب خزانة العلم مصنفه لاله کانجی کائسته که براے هنری ڈکلس یوربین نوشته
وصلی الله علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین

از مجربات الحکمۃ مصنفہ ہیرالال مطبوعہ گلزار ابراہیم دہلی

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

از جواہر الترکیب مطبوعہ مصطفائی مصنفہ لالہ سیوارام جوہر بعد حمد و نعت

از انشائے بے نقاط مصنفہ لالہ کامتا پرشاد مطبوعہ نول کشور

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ درود لا محدود بر رسول اللہ صلعم را

از گلزار نسیم مصنفہ دیبی شنکر نسیم لکھنوی

کرتا ہے یہ دو زباں سے یکسر — حمد حق و مدحت پیمبر

پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے — یعنی کہ مطیع پنجتن ہے

از تمہید مثنوی مولانا رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصنفہ منشی نولکشور آنجہانی

[illegible] مثل قمر — پرتوِ کامل در و شد جلوہ گر

[illegible] آل بسر الدجیٰ — مظہر عینیت شمس الضحیٰ

[illegible] اصحاب و کبار — عکس مہر از آئینہ شد رجبدار

از کلیات بنواری لال شعلہ مطبوعہ کالستھ پرکاش علی گڑھ

الٰہی ہو مری ہستی کا عشق سے آغاز — قدوم ختم رسل پر ہو اختتام مرا

رہے گا قرب خدا قافلہ شہیدوں کا — ذرا بہشت میں ٹھہریں گے کربلا کے چلے

وہ چشمے ہیں جو پانی سے کریں سیراب پیاسوں کو — وہ آنکھیں ہیں جو کام آئیں غم شبیر و شبر میں

بڑھیگی جب زیادہ آفتاب حشر کی گرمی — تری رحمت پکاریگی یہی میدان محشر میں

چلے آؤ گنہگارو چلے آؤ گنہگارو — ہزاروں کوس کا سایہ ہے دامان پیمبر میں

بیجرم نہیں گرچہ میخوار و ذلیل — ضامن ہے مرا بھی جو ہے امت کا کفیل

موجی رام موجی لکھنوی از سراپا سخن مطبوعہ نولکشور

محشر کے دن وسیلہ شفاعت کا ہو مجھے — موجی جو ہاتھ آئیں حسین و حسن کے پاؤں

تقریظ انشائے صنعت المعروف بارمغان ہند تصنیف بانکے لال زار بدایونی مطبع انوار احمدی بریلی از اں لالتا پرشاد کھتری سب انسپکٹر درجہ اول سر دفتر انگریزی پولس ضلع ہمیرپور

بمعجز بیانی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام . و اولیائے کرام چراغ ہدایت بر عالمیان روشن کردہ و از برکت انفاس ایشاں عماد دین و دنیا را بحسن طرق استحکام فرمودہ

ان مشتے نمونہ اقوال کے بعد اب مخالفین کی عملی کارروائیوں پر بھی نظر کر لینی چاہیے جو بہت زور کے ساتھ ثابت کر دینگی کہ اسلام اور اس کے پیروؤں اور اس کے مقدس معابد کو وہ لوگ محض اسلامی نسبت کے سبب سے متبرک جانتے اور برگزیدہ مانتے ہیں اگرچہ مسلمانوں سے ہنود سخت پرہیز و اجتناب رکھتے اور چھوت کے عجیب و غریب مسئلے پر بہت شدت کے ساتھ کاربند ہیں مگر یہ پابندی اسی وقت تک محدود ہے جب تک وہ کسی بلا میں مبتلا نہ ہوں۔ آفتاب سے زیادہ روشن امر ہے کہ ہنود جب ان کے یہاں کسی بھوت پلید وغیرہ کا (جن کی خوشامد بلکہ پوجا میں وہ رات دن سرگرم ہیں) خلل ہو جاتا ہے تو تعویذ مسلمانوں ہی سے لیجاتے اور مسلمانوں ہی سے اپنے گھر میں اذانیں کہلواتے ہیں اپنے معابد (شوالوں) کو چھوڑ کر بچوں کو مساجد کے دروازوں پر نمازیوں سے دم ڈلوانے لاتے ہیں۔

رنجیت سنگھ جو لاہور کا باختیار راجہ تھا ایسے سخت تعصب پر کہ مسلمانوں کو اذان دینے سے روکتا گلے کا گوشت نہ کھانے دیتا سیدنا و مولانا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی گیارہویں شریف بڑے دھوم سے کرتا گوالیار کے راج میں بھی یہ نیاز مبارک اور عشرہ محرم شریف میں شربت وغیرہ کی سبیل ہوتی ہے

بڑودہ کا گذشتہ راجہ جس سچی عقیدت کے ساتھ گیارہویں

شریف کرتا ظاہر و مشہور ہے یہ نیاز ہندوستان میں بھی اکثر ہنود کرتے ہیں مگر اس کی کیفیت دکن والوں سے کوئی پوچھے کہ ہمارے حضور پرنور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سرکار میں وہاں ہنود کیسا اعتقاد رکھتے ہیں اور کس دھوم سے یہ پاک نیاز کرتے ہیں اور کیسی کیسی کرامتیں ان پر ظاہر ہوتی اور کس کس قسم کی دنیوی حاجتیں (جو دنیا میں کسی سے پوری نہ ہوں) عطا فرمائی جاتی ہیں۔ دُور کیوں جایئے ذرا **اجمیر شریف** میں حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار پرانوار کی زیارت کیجئے جہاں سیکڑوں ہندو ہاتھ جوڑے گڑگڑاتے سجدے کرتے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی منھ مانگی مرادیں بارگاہِ سلطانی سے پاتے ہیں کیسے جو کچھ یہ اجمیر شریف ہی کے ہنود کی حالت نہیں بلکہ دور دراز مقامات کے رہنے والے ہندو صرف اسی سرکار میں حاضری کی عزت حاصل کرنے کو مال صرف کرتے اور سفر کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔

اس کہنے سے میرا یہ مطلب نہیں کہ ہنود اپنے تیرتھوں کو نہیں جاتے جاتے ہیں مگر وہاں سوا منڈنے کے اور کچھ نہیں پاتے۔ غرض اس قسم کی بیشمار مثالیں ہیں جن سے محض بوجہ طوالت قطع نظر کی جاتی ہے۔ بالجملہ بحمداللہ تعالےٰ اس دین متین کی خوبیاں بحد و پایاں ایسی روشن و نمایاں ہیں کہ مخالفین تک (جنہیں ذرا بھی عقل و انصاف سے تعلق ہے) اس کے مداح و ثنا خواں ہیں ؎

والله فما شهد العدو بفضله
والفضل ما شهدت به الاعداء

متعصب مخالفین اگر چاند پر خاک اڑائیں کیا ہوتا ہے ؏
ہر کسے بر خلقت خود می تند ؏ بوتی آتی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں
کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی مذہب وملت کے مخالفین بول
اس کی مدح وستائش میں رطب اللسان رہے ہوں یوں اپنی تصنیفوں
کے دیباچے اس کی تعریف وثنا کی برکات لینے سے مزین کئے ہوں،
ہرگز نہیں ہرگز نہیں پھر آخر جاذبہ حقانیت اور اسلام کی خداداد بخشش
نورانیت کے سوا اور کیا کام ہے

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ
والسلام علی شفیع المذنبین رحمۃ اللعلمین وعلی
وعلی الہ الطاہرین وصحبہ الطیبین وعلینا
معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمام شد
